حقیقی نور وہ ہے جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نور افشاں

نور افشاں ۱۸۷۳ء سے ضیا بار ہے

قیمت سالانہ
تین روپیہ آٹھ آنہ

ایڈیٹر
پادری
ایس۔ ایم پال
۲۸ نکلسن روڈ
لاہور
ہر قسم کے مضامین
اور خبریں وغیرہ صرف
ایڈیٹر کے نام ارسال
کرنا چاہیے

رجسٹرڈ
ایل نمبر ۸۹

مینیجر
پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب
ایم۔ اے ۱ ایبکلوڈ روڈ
لاہور
ہر قسم کی خط و کتابت
دربارہ تبدیلی مقام
و اشتہارات و ترسیل
زر بنام منیجر صاحب رسالہ
ہونا چاہیے

جلد ۵۷	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۳۱ مئی ۱۹۲۹ء	نمبر ۲۲

شعر و سخن

غزل

از نتیجۂ فکر افسر الشعرا شیریں سخن جناب پادری اے۔ آر بیلی صاحب شفا لکھنوی
وارد حال مشن نگینہ ضلع بجنور

گر روکتا نہ ہجر میں آہ و فغاں کو میں
کرتا جلا کے خاک سیہ آسماں کو میں

دل میں نہ ضبط کر سکا راز نہاں کو میں
دنیا میں ڈھونڈھتا پھرا اک رازداں کو میں

ہجر حبیب میں یونہیں روتا رہا اگر
اک روز غرق آب کرونگا جہاں کو میں

عصیاں کی شرمساری سے قدموں پہ گر پڑا
محشر میں دیکھکر شہ کون و مکاں کو میں

حق نے مجھے جو بخشا ہے قانع اسی پہ ہوں
دشمن سے بھی نہ بدلوں غم جاوداں کو میں

ایذا نے اس کی زخموں کو اپنا بنالیا
کیونکر نکال دوں تری نوک سناں کو میں

اک بلبلہ ہے پانی کا انساں کی عمر بھی
سمجھا ہوں مثل خواب حیات رواں کو میں

دوزخ کا خوف ہے نہ قیامت کا ڈر مجھے
دل دے چکا ہوں جب سے خدائے جہاں کو میں

سوز فراق سے آنسو جلے تمام
کس طرح سے خشک کروں قلب تپاں کو میں

دل سے نکلتا اسکا نہیں کرتا ہوں پسند
اس وجہ پیار کرتا ہوں درد نہاں کو میں

صہبائے عشق شاہ سے ہر وقت مست ہوں
منہ کس طرح لگاؤں مے ارغواں کو میں

مجبور کر دیا مجھے شوق نیاز نے
جھک جھک کے چومتا ہوں ترے آستاں کو میں

ابن خدا کے قدموں پہ پہنچونگا اے شفا
اک روز چھوڑ کر یہیں عیش جہاں کو میں

نور افشاں

۳۱ مئی ۱۹۲۹ء۔ لاہور

نجات از روئے انجیل و قرآن

عالی جناب ڈاکٹر صادق علی صاحب کپورتھلوی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس مضمون کو جو میرے رسالہ "میں کیوں مسیحی ہو گیا" کے جواب میں تھا۔ اور جس کا جواب الجواب نور افشاں کے گذشتہ نمبروں میں شائع ہو چکا ہے ناکافی اور کمزور سمجھ کر خود جواب دینے کی کوشش کی جسکی یہ آخری قسط ہے۔ (ایڈیٹر)

مولانا صاحب کے تبدیل مذہب کے دلائل تو یہاں تک ختم ہو گئے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے

جو کچھ فہم ناقص میں آیا بنہایت اختصار کو مدنظر رکھ کر گذارش خدمت کر دیا ہے۔ یہ بات ہمیشہ سے سارے جہان کے تجربہ سے دیکھی گئی ہے کہ فروعات کی بحث میں پڑ کر تنازع بڑھانے کے سوا کوئی بہتر نتیجہ نہیں نکلا کرتا اور ایسی بحثوں میں کبھی کسی کی زبان اور قلم بند نہیں ہو سکتے۔ خاکسار کا اپنا اصول یہ ہے کہ جہاں پر خدا پر ایمان اور خلق سے بھلائی کرنے کی اور محبت رکھنے کی تعلیم ہووے یہ بات خدائی ہدایت اور آسمانی تعلیم کا پختہ سرٹیفکیٹ ہے۔

اس جگہ فروعات کے اختلاف کے مسئلوں میں بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے جو کچھ مولانا فاضل کے رسالہ کی نسبت گذارش کیا ہے۔ یہ بعض احباب کی تحریک سے کیا ہے۔ اگر مولانا مصنف میری گستاخی کو معاف فرما دیں تو میں اپنے نزدیک مولانا کے تبدیل مذہب کی بنیادی وجہ بیان کر دوں جسکی شہادت سارے جہان میں موجود ہے۔ مگر کسی وجہ سے مولانا کے خیال میں نہیں آئی یا عمداً اسکو تحریر میں نہیں لائے۔ میں آئندہ سطور میں اصل وجہ بیان کر کے مولانا کے رسالہ کی تکمیل کئے دیتا ہوں۔ کیونکہ میں حقیقت میں مولانا کے رسالہ کی تردید کرنی نہیں چاہتا ہوں بلکہ تکمیل کرنی چاہتا ہوں اور تکمیل ہمیشہ محبت کے قانون سے ہوا کرتی ہے عدالت کے قانون سے نہیں ہوتی۔

جب میں نے اپنے دل میں غور کیا کہ مولانا فاضل نے جن قرآنی مسائل کو دل میں اضطراب پیدا کرنے کا موجب قرار دیا ہے۔ وہی باتیں انجیل میں موجود ہیں اور ان کو اطمینان بخش سمجھا ہے۔ اسکی کوئی نہ کوئی معقول وجہ ہوگی۔ معقول لوگوں سے نامعقول فعل کبھی نہیں صادر ہوا کرتا۔ جب میں اس بات میں غور کر رہا تھا تو مولانا صاحب کی تحریر میں ہی مجھ کو اس سوال کا جواب مل گیا۔ مولانا صاحب نے جو اپنے رسالہ کے مقدمہ میں اپنے سوانح عمری میں کسیقدر لکھے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ جناب کا خاندان کابل میں بڑا اعلےٰ درجہ کا تھا اور جناب کے بزرگ اور اقربا کابل کی سلطنت میں بڑے معزز اور عظیم الشان عہدوں پر ممتاز تھے۔ یہاں تک کہ اگر آجکل کے افغانستان کے فتنہ میں مولانا ممدوح کو کابل کے تخت کے دعوے کرنے کا موقعہ ملتا تو ان کا دعوے بے بنیاد نہ سمجھا جاتا

. . . .

. . . . پھر ایسے معزز خاندان کے ساتھ افغانستان کی سلطنت نے نہایت ظالمانہ سلوک کیا کسی کو قتل کر دیا کسی کو قید کر دیا کسیکو جلاوطن کر دیا افغانستان میں مُلّا لوگوں کا حکم ہمیشہ غالب رہا ہے جو اسلام کے پردہ میں بڑے بڑے سخت اور بے انصافی کے کام کرتے رہے ہیں۔ مولانا ممدوح بھی اپنے چند جلاوطن لوگوں کے ساتھ پشاور آ گئے تھے۔ پھر دہلی میں پھر بمبئی میں تحصیل علم کرتے رہے۔ افغانستان کی اسلامی سلطنت نے جو بدسلوکی مولانا کے خاندان کے ساتھ کی تھی ایسے ظلم بہت پشتوں تک بھی فراموش نہیں ہوا کرتے۔ ان باتوں نے مخفی اور غیر محسوس طور پر مولانا کے دل میں اسلام کی طرف سے کشیدگی پیدا کر دی اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ دشمن کی اچھی بات بھی بُری معلوم ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اس دلی مخفی نفرت کے غیر نے یہ شکل اختیار کی کہ قرآن کی صحیح باتیں بھی غیر صحیح نظر آنے لگیں اور انجیل کی وہی باتیں نہایت دلفریب شکل میں اُن کے دل کو لبھانے لگ گئیں۔ یہاں تک کہ یہ قلبی تحریکات تدریج اثر کرتے کرتے آخرکار تبدیل مذہب کے انقلاب میں انجام ہوگئیں۔ یہ سائی کالوجی یعنی فلسفہ روحانی کا مسئلہ ہے۔ اسکی شہادت آجکل جہان میں نمایاں ہے۔ ترکی جو مغربی قوموں کے سخت دشمن ہوا کرتے تھے اپنے تنگ نظر مولویوں کے ظلم سے تنگ آ کر اسلام کا جوا کندھے پر سے اتار کر پھینک دیا۔ ایران نے یہی کیا۔ شاہ امان اللہ نے بھی یہی کام کرنا چاہا تھا گو فی الحال اُن کی کامیابی کچھ دنوں کے لئے معطل ہوگئی معلوم ہوتی ہے مگر یہ خمیر اٹھا ہوا ساری قوم کے آٹے کو خمیر بنا دیگا۔ جب تنگ نظر مولویوں کی ستم شعاری نے لاکھوں کو اسلام سے مرعوب بنا دیا تو مولانا فاضل نے وہی کام کیا تو کیا انوکھا کام کیا۔ بقول خواجہ حافظ ؎

گوینہ کہ فردوس بریں خواہد بود
فردا می ناب و حور عین خواہد بود
گر ما مئی و معشوق گزیدیم چہ عیب
چوں عاقبت کار ہمیں خواہد بود

جب مولویوں کی کوتاہ اندیشی کا انجام یہی ہوتا ہے جو نظر آ رہا ہے پھر مولانا صاحب نے کیا بیجا کیا؟ اب میرے خیال ناقص میں "میں عیسائی کیوں ہوا؟" کی تکمیل ہوگئی۔

آخر میں خاکسار یہ بھی گذارش کر دینی مناسب سمجھتا ہے کہ اسلام کی بنیاد اس پہاڑی پر رکھی گئی ہے جسکو کوئی ارضی سماوی آفت صدمہ نہیں پہنچا سکتی صرف اتنی بات ہے کہ آجکل اسلام کٹھالی میں تایا جا رہا ہے دیکھنا عنقریب کیسے خالص کندن کی شکل میں نکلکر سارے جہان میں اسی کا سکہ رائج ہوگا۔ کیونکہ اسلام کی بنیاد انہی دو اصول پر ہے کہ خدا پر ایمان و توکل اور ساری مخلوقِ خدا سے بھلائی کرنی۔ اب جہان میں بہت لوگوں کے دلوں میں یہی میلان پیدا ہو گیا ہے صرف قومی خصوصیت کی باڑوں کو دور کر دیں پھر امید ہے کہ سارا جہان اسلام پر یا دوسری زبان میں مسیحیت پر متفق ہو جائیگا۔ شیطان کی سلطنت دور ہو جائیگی۔ خدا کی بادشاہت زمین پر آ جائیگی۔ سب جنت میں داخل ہو جائینگے۔ اور پھر جیسے جوش محبت سے حضور مسیح مولانا صاحب سے بغلگیر ہوئے تھے اسی جوش محبت سے سب لوگ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا کرینگے۔ آمین

نورافشان۔ میری تبدیل مذہب کی جو وجہ آپ نے تحریر فرمائی ہے یقیناً غلط ہے۔ اگر میری تبدیلی مذہب کی یہی وجہ ہوتی تو میں کب کا کابل پہنچ جاتا کیونکہ امیر شہیر امان اللہ خاں ایدہ اللہ بنصرہ کے عہد معدلت مہد میں طرفین میں صلح ہو گئی ہے اور تمام منازعات و مناقشات یک لخت رفع ہو گئی ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر میں کابل میں ہوتا تو دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے شاید ہی کوئی اور شخص میرے مقابل کا ہوتا۔ باوجود این ہمہ ہندوستان

میں بے کسی اور بے نامی میں زندگی بسر کرنے کو وطن عزیز (افغانستان) کے ہر طرح کے عیش و عشرت پر ترجیح دے دینا مسیحی مذہب کی صداقت پر ایسی زبردست دلیل ہے جس سے آپ جیسا صداقت پسند شخص ہرگز انکار نہیں کر سکتا ہے۔

المختصر میری تبدیلی مذہب کی وجہ بجز نجات کے اور کوئی بات نہیں ہے۔

اسلام کے متعلق جو امید افزا خیالات کا آپ نے اظہار فرمایا ہے یہ آپ کا حق تھا اور ہر ایک شخص کو اپنے مذہب کی نسبت اسی طرح کے خیالات اور توقعات کے اظہار کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اسلام کی موجودہ حالت کو دیکھ کر ہمیں تو اس کا انجام نہایت مایوس کن اور تاریک معلوم ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی اسلام کے متعلق اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنی زندگی میں اسلام کو حقیقی اسلام دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے خیالات کے برعکس نتیجے نکلے اور نکل رہے ہیں۔ وہ نور افشاں کی گذشتہ اشاعتوں سے بخوبی ظاہر ہو رہے ہیں۔ والسلام

لمعات

مسیح صاحب قادیانی کے دعاوی پر ایک نظر

(۵)

نور افشاں کی گذشتہ چار اشاعتوں میں ہم اس امر پر بحث کرتے آئے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ دعوے کہ میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان میری زندگی ہی میں حقیقی طور پر مسلمان بن جائیں خود قادیانی حضرات کے بیانات سے غلط ثابت ہو چکا ہے۔ اور مجذوب کی بڑ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا ہے

چنانچہ اس سلسلہ کی پانچویں کڑی آج ہدیہ ناظرین ہے۔ اخبار الفضل قادیان میں ایک قادیانی صاحب جن کا نام تاج الدین ہے لکھتے ہیں کہ:۔

"ایک وقت وہ تھا جبکہ مسلمان صفحۂ دنیا پر اپنی وہ شان و شوکت اور ایسا رعب و غلبہ رکھتے تھے کہ کوئی قوم چاہے کتنی بڑی کیوں نہ ہو وہ بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی ہر رنگ اور ہر طریق میں چاہے وہ ملک سے تعلق رکھتا ہو۔ چاہے سیاست سے چاہے دین سے وابستہ ہو۔ چاہے اخلاق سے اس میں ان کی برتری اور فوقیت پائی جاتی تھی۔ ہر بات میں ان کا قدم روز بروز تصعد اور ترقی میں تھا۔ وہ علم و ہنر میں ایسے بڑھے ہوئے تھے کہ اس زمانہ میں وہ قومیں جو اب ترقی پر پہنچی ہوئی ہیں وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ان کا جاہ و جلال ایسا تھا کہ ان سے قیصر و کسریٰ جیسی بڑی بڑی سلطنتیں لرزاں و ترساں تھیں۔ ان کے تقویٰ و طہارت کی یہ حالت تھی کہ دشمن بھی ان کی پاکبازی کے معترف تھے اور مسلم کا لفظ اس بات کے لئے کافی ہوتا تھا کہ جو مسلم کہلائے اس پر ہر طرح اعتماد اور اعتبار بھی کیا جائے۔ لیکن بخلاف اس کے آج یہ زمانہ اور یہ وقت ہے کہ کوئی جگہ اور کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں مسلمان بستے ہوں اور وہ ذلت اور ادبار کا نشانہ نہ بنے ہوئے ہوں کوئی خطۂ ارض ایسا نہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی ہو اور وہ رسوائی اور فضیحت کے گڑھے میں سکونت پذیر نہ ہوں۔ زندگی کے ہر پہلو میں ان کا قدم پیچھے کی طرف پڑ رہا ہے۔ وہ ہر لحظہ اور ہر سیکنڈ تنزل اور انحطاط کی طرف جا رہے ہیں اور یہ ایک ایسی صاف اور واضح حقیقت ہے جس سے کوئی صاحب عقل و دانش انکار نہیں کر سکتا۔ بلکہ خود مسلمان کہلانے والے بھی اس کا نہایت صفائی سے اعتراف اور اقرار کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار ہمدم (۲۴ جولائی ۱۹۲۵ء) میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں مسلمانوں کی ذلت و ادبار اور تنزل و انحطاط کا نقشہ حسب ذیل الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔

آجکل دنیائے اسلام کی ادباری و انحطاطی حالات و دول یورپ کی جوع الارض آز نے عموماً عاشقان محمدی و عاملان توحید الیٰ یوم القیامہ کے طبائع کو اسباب انحطاط و علل انتشار کے تجسس و تلاش کی طرف متوجہ کر رکھا ہے اسی وجہ سے اگر ایک طرف ترک اپنی اصلاح و درستی نظام الہامی میں منہمک۔ حتیٰ کہ منصب خلافت ایسے مرکز سے بھی دست بردار ہو رہے ہیں تو دوسری طرف عرب اپنے شیرازۂ قومی کی بندش اور استعمار ملکی میں مشغول ہیں۔ ہندوستانی مسلمان اگر اپنی تنظیم و درستی کی چیخ پکار مچا رہے ہیں تو چینی مسلمان اپنی تدابیر غور و فلاح میں غلطاں و پیچاں غرضیکہ دنیا کے ہر حصہ میں مسلمان و ادبار لازم و ملزوم اور ہر جگہ مذہبی و سیاسی اختلال حد کو پہنچا ہوا۔ ہر جگہ کے ہمدردان قوم اصلاح و درستی کی کوشش میں مشغول۔ مگر نتیجہ پر نگاہ کی جائے تو ڈھاک کے تین پات۔ مخالفین اسلام کے پیچھے افتراق و شقاق کامیاب۔ اور مسلم ہمدردوں کی کوشش اتحاد و اختلاج ناکام۔ اس وجہ سے مجبوراً یہ رائے قائم ہوتی ہے کہ پوری قوم کی قوم میں کوئی مادہ فاسدہ ایسا سرایت کر گیا ہے کہ جو نہ قوم کا لائحہ عمل بننے دیتا اور نہ قوت اجماع پیدا کر کے ابھرنے دیتا ہے۔ "ان کنتم مومنین" کی جزا اٹل لازمی و یقینی حاصل ہوتی ہے۔

ان الفاظ میں جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر ملک کے مسلمان نامرادی اور ناکامی سے ہم کنار ہو رہے ہیں وہاں یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ ان کی کوئی کوشش اور سعی نتیجہ خیز نہیں ہو رہی۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو ہی دیکھ لیا جائے۔ انہوں نے کتنے کام شروع کئے۔ لیکن ایک کام بھی ایسا نظر نہیں آتا جس میں انہیں سوائے تباہی و بربادی کے کچھ حاصل ہوا ہو۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۲۸ء)

ریویوز

پنجاب رلیجس بُک سوسائٹی انارکلی لاہور کی طرف سے ذیل کی کتابیں ہمارے پاس بغرض ریویو آئی ہیں

(۱) تفسیر متی مصنفہ پادری ڈاکٹر ایچ۔ یو۔ شیٹن صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ مترجمہ پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے مرحوم۔ قیمت دو روپے۔

(۲) تحریف انجیل وصحت انجیل مصنفہ پادری ڈبلیو میچن صاحب ایم۔ اے قیمت ۲ پائی۔

(۳) ترقی یا تنزل۔ مصنفہ پادری ایس۔ ایم زویمر صاحب ڈی۔ ڈی قیمت ۲ پائی۔

ان میں سے ہر ایک کتاب بجائے خود نہایت اعلےٰ اور بالا کتاب ہے علی الخصوص تفسیر متی تو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ جملہ ناظرین سے درخواست ہے کہ خود بھی ان کتابوں سے مستفید ہوں ؟

خاص مضامین

سوانح عمری

(۲)

حضرت قبلہ وکعبہ عالی جناب معلےٰ الالقاب پادری جے ٹیکلین صاحب المعروف بہ غلام مسیح مرحوم مصنف ردِ تناسخ وچشمہ مذاہب کی پیدائش وغیرہ وغیرہ

آپ یعنے پادری صاحب خلد مکانی کے والد ماجد مسٹر اندر ٹیکلین صاحب مرحوم اوّل ضلع بدایوں میں رہے بعدہٗ فتح گڑھ ضلع فرخ آباد میں آکر خوشباش ہوئے اور بابو کنھیا لعل کی کوٹھی متصل دریائے گنگ اپنی تجارت کا سلسلہ جاری کرتے رہے۔ پادری صاحب کی بچپن ہی تعلیم ضلع بدایوں میں شروع ہوئی۔ بعدہٗ فرخ آباد گورنمنٹ ہائی سکول میں انگریزی وفارسی کی تعلیم حاصل فرماتے رہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں آپ نے بہت لیاقت پیدا کرلی۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ اب چونکہ آپ کو مذہبی کتب ملاحظہ فرمانے کا ازحد شوق تھا اس مدعا کو پورا کرنے کی غرض سے مرحوم نے رکھا مشن کے مشنری صاحبان فتحگڑھ سے ربط وضبط پیدا کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مذہبی معلومات میں بھی اچھی خاصی واقفیت اور مہارت پیدا کرلی اور حقیقی مسیحیت نے آپ کا دامنِ دل ایسا پکڑا کہ آخر دم تک نہ چھوڑا۔ اب آپ سنِ بلوغ کو پہنچے تو پیغام شادی کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور جناب بابو بلاس رائے صاحب ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول مینپوری کی دختر نیک اختر سے عقد کرکے شادی کی پاک رسم کو پورا کیا۔ بابو صاحب زمیندار اور ڈیرہ خانہ رکھا مشن کے حصہ دار بھی تھے۔ مرحوم پادری صاحب کو اسی سلسلہ شادی کے سبب سے فرخ آباد کو خیرباد کہنا اور مین پوری میں سکونت اقامت رکھنی پڑی۔ اسی عرصہ میں پادری صاحب مرحوم کے والد ماجد چونکہ شیر کے شکار کے بیحد شائق تھے۔ اس تقریب سے بمقام بہرام گھاٹ ضلع بارہ بنکی کوٹھی تعمیر کرا کے وہیں سکونت پذیر ہوگئے۔ یہاں سے ہر سال چھ ماہ کے واسطے والد ماجد شکار اور نیز تجارت لٹھ کے لئے نیپال کے جنگل میں بسر فرمایا کرتے تھے۔ اٹھارہ سال کے عرصہ میں جناب والد ماجد نے چونسٹھ شیروں کا شکار کیا پینسٹھویں ۶۵ شیر سے ایسے زخمی ہوئے کہ بجائے آرام چند روز کے وفات پاکر ابدی آرام میں داخل ہوگئے۔ آپ کی قبر اسی جنگل میں اب تک موجود ہے۔ واقعی مرحوم شیر کے شکار میں مشاق اور قدر انداز تھے۔ اگر آپ کو لوگ شکاری شیر اور شیر افگن کہتے ہیں تو مبالغہ نہیں ہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی جان ٹیکلین کپتان افسر سوار پر سر پیکار جنگ کابل یعنی جنگ دوم افغان شریک ہوئے اور درمیان کامیابی جنگ آپ کے پاؤں میں گولی لگی جس کے باعث آپ فوج سے مستعفی ہوکر لاہور رہے اور بعد صحتیابی اجمیر میں این ڈبلیو ریلوے کی طرف سے ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کے رفاقت مقرر ہوئے۔ وہاں سے ریٹائرڈ ہوکر آپ ڈیرہ دون میں مقیم رہے۔ مرحوم پادری صاحب مین پوری میں فروکش ہوکر دینی ودنیوی علوم میں نہ صرف ترقی بلکہ نمایاں ترقی کی۔ علاوہ انگریزی وفارسی کے علوم منطق وفلسفہ میں بھی کوشش بلیغ کرکے اچھی خاصی لیاقت حاصل کرلی۔

آپ کا ارادہ ہوا کہ قوانین پڑھ کر وکالت کا امتحان دیں مگر اس اثنا میں محکمہ کلکٹری کی پیشکاری پر فائز ہو جانے سے اس ارادہ سے باز رہے۔ عہدہ پیشکاری اس خوبی کے ساتھ نباہا کہ جس سے آئندہ تحصیلداری مل جانیکی پوری امید اور آثار ہویدا ہو چلے تھے کہ یکایک غیرت مذہبی نے آپ کو مجبور کیا کہ سرکاری ملازمت سے جس میں اچھی خاصی آمدنی تھی مستعفی ہوکر ایک خدمت بشارت انجیل میں داخل ہوں چنانچہ آپ نے اس سوحانی بلاہٹ کو بطیب خاطر منظور کرکے ملازمت سے سبکدوشی حاصل کی۔ اور خداوند کی خدمت کا خاص طور سے بار اپنے اوپر اٹھالیا اور کثیر آمدنی سے ہاتھ دھوکر مشن کی قلیل تنخواہ پرگذارہ قبول کرلیا۔

اب کیا تھا۔ اب تو آپ بالکل اور ہمہ تن مذہبی کتب اور مذہبی اخبار ورسائل کے پڑھنے میں مشغول ومعروف ومنہمک رہنے لگے۔ صرف یہی نہیں کہ مسیحی کتب بلکہ ہنود اور مسلمانوں کے مذاہب کی بھی خوب تحقیق وتفتیش کرتے رہے۔ اخبارات میں سلسلہ مضامین شروع کیا۔ اوّل میں آپ نے نغیار وجیکل کے خلاف اخبار سفیر ہند میں اچھے اچھے دلچسپ مضامین لکھے بعدہٗ اخبار نور افشاں میں آپ کے روشن خیالات مذہبی ضیاپاشی کرنے لگے۔ جہاں کہیں مذہبی مباحثہ کے جلسہ ہوا کرتے تھے۔ اُن میں بھی آپ شریک ہوتے اور نہ صرف شریک ہوتے بلکہ بذات خود مباحثہ ومناظرہ میں حصہ لیتے تھے۔ مباحثہ سے آپ کو خاص دلچسپی تھی۔ تبادلۂ خیالات اور اضافۂ معلومات کی غرض سے آپ نے سربرآوردہ اور نامور اشخاص سے بھی ربط وضبط بڑھایا۔ جیسے ڈاکٹر کا لیچرن بنرجی مسٹر لال بہاری بوس صاحبان مولوی پادری عماد الدین صاحب۔ ڈپٹی عبداللہ۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب۔





مسٹر جے۔ ایل ٹھاکر داس صاحب۔ پادری قلندر صاحب سُلطان القلم پادری ڈبلیو مسٹر اکبر مسیح۔ پادری جوالا سنگھ صاحب اور پادری ایس۔ ایم۔ پال صاحبان آخرالذکر صاحب سے آپ کو زیادہ اور دلی محبت تھی حتیٰ الامکان روزانہ آپ سے ملا کرتے۔ ازاں بعد آپ نے زبان انگریزی علم الٰہی کا وہی جو امریکن مشنری صاحبان امریکہ سے پاس کر کے آئے ہیں پاس کیا اور عہدہ پادری حاصل ہُوا۔ (باقی آئندہ)

مراسلات

تفسیر القرآن

عنوان بالا کے متعلق دو مکتوب موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے ایک اخیم مسٹر ایف نجم الدین کی طرف سے ہے۔ اور دوسرا میرے محترم دوست مسٹر ایم۔ ایل۔ لائل نامی گرامی کی طرف سے۔ مسٹر ایف نجم الدین کلیسیائے ہند کے وہ درخشاں تارے ہیں جنکی مذہبی عزت و حمیت کی توصیف سے قلم اور زبان دونوں قاصر ہیں۔ آپ نے نہ صرف ہمیں خشک اور دفع الوقتی کے مشورے لکھے ہیں بلکہ اپنے مکتوب کے ساتھ دس روپے بھی بطور امداد کے ارسال فرمائے ہیں جس کے لئے ہم آپ کے بیحد متشکر ہیں۔

میں نے اپنے محترم دوست کے مشورہ کے قبل ایسا انتظام کیا ہے کہ جو نقدی یا کُتب ہمیں ملتی جائیں معطی اصحاب کے اسمائے گرامی کے ساتھ نور افشاں میں مسلسل چھپتے جائیں۔ چنانچہ مسٹر ظہور الدین اور عالی جناب پادری ناصر خیر اللہ صاحب کے عطیات نور افشاں میں چھپ چکے ہیں۔

چونکہ آپ کے عطیہ اور ظہور الدین خانصاحب کے عطیہ کا میزان پندرہ روپے ہوتا ہے۔ اس لئے آج ہی ہم نے ذیل کی کتب کے لئے بمبئی آرڈر بھیجا ہے۔ یعنے تفسیر بیضاوی کے لئے جسکی قیمت علاوہ محصول ڈاک وغیرہ کے گیارہ روپیہ ۴ رہے اور فقہ اللغت کے لئے جسکی قیمت علاوہ محصول ڈاک وغیرہ کے تین روپیہ بارہ آنہ ہے۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ آپ کے اس مشورہ پر عمل نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں سے عاریتہً امداد لی جائے کیونکہ میں اس قسم کے معاملات میں اس شعر کا معتقد ہوں کہ ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردی ہمسایہ در بہشت

بالفرض اگر مسیحی احباب امداد دینے سے چشم پوشی بھی کریں تو میں خود نانِ جویں پر قناعت کر کے کتابوں کا انتظام کرونگا۔ اور جس کام کا میں نے ارادہ کر لیا ہے۔ اسکو انجام تک پہنچانیکی کوشش کرونگا۔ تا آنکہ ؎

یا جاں رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید

وما توفیقی الا باللہ۔

جہاں مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ مسیحی احباب کتابوں کے فراہم کرنے میں مدد فرماتے ہیں وہاں اس بات سے مجھے زیادہ رنج ہے کہ نور افشاں کے خریدار کے بڑھانے میں مؤثر کوشش نہیں کیجا رہی ہے۔ (ایڈیٹر)

مسٹر ایف۔ نجم الدین صاحب کا مکتوب

مکرم بندہ جناب مدیر صاحب "نور افشاں"

السلام علیکم۔ "ترجمہ و تفسیر قرآن" کی تحریک میرے نزدیک نہایت مستحسن ہے۔ ورجماعت کے جن افراد کی آراء اس کے متعلق نور افشاں میں تا حال شائع ہو چکی ہیں کچھ کم حوصلہ افزا نہیں۔ آثار اچھے نظر آتے ہیں اور میرے خیال میں ضروری کُتب کے لئے ہزار پندرہ سو روپیہ کی فراہمی کچھ بھی مشکل نہیں ہے ؎

بہ ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

آپ سے میری عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ نور افشاں میں ایک تفسیر فنڈ کا کالم کھول دیں جس میں وہ تمام چھوٹی بڑی رقوم جو اس مد میں آپ کو موصول ہوں نیز اُن کُتب کے نام بھی کہ جو بطور عطیہ یا عاریتہً آپ کو ملیں صاحب عطیہ کے نام کے ساتھ بار بار شائع کئے جائیں۔ یوں لوگوں کی دلچسپی بڑھیگی اور مطلوبہ رقم جلد فراہم ہو جائیگی۔

بفضل خدا ہماری جماعت میں متمول اور مستطیع حضرات کی بھی کمی نہیں۔ اگر وہ اس طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں اور قیمتی کتب کی قیمت کی ادائیگی اپنے ذمہ لیں تو کیا عجب کہ اُن کی نظرِ عنایت اور دریا دلی کے صدقہ آپ چند ہی ماہ میں ترجمہ و تالیف کے کام میں مصروف ہو سکیں۔ اگر بفرضِ محال بعض کتب دستیاب بھی ہوں تو بھی مجھے پوری امید ہے کہ علمائے اسلام بالخصوص آپ کے دیرینہ کرم فرما مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی۔ نیز امیر جماعت احمدیہ مولینا محمد علی صاحب لاہوری و خلیفہ صاحب قادیانی اور دیگر حضرات اپنے اپنے کتب خانوں سے وہ کتب آپ کو مستعار دیکر اپنی بے تعصبی اور فراخ دلی کا ثبوت دینگے۔

میں کوشش کرونگا کہ "اخوت" کی آئندہ اشاعت میں اس تجویز کا کچھ ذکر کروں اور مسیحی اور غیر مسیحی ناظرین کو اس تحریک میں حصہ لینے کی ترغیب دوں۔

بہر حال آپ کا ارادہ نہایت نیک ہے۔ خدا آپ کو اس کے سر انجام دینے کی ہمت عطا فرمائے۔ ممکن ہے بعض حلقوں میں اس تجویز کی مخالفت بھی ہو۔ لیکن آپ لوگوں کی مخالفت سے مطلقاً خوف نہ کھائیں اور زبیل ہوں۔ سرمایہ اور کُتب فراہم ہونے پر خدا کا نام لیکر اس اہم خدمت کو شروع کریں اور انجام بھی اسی کے ہاتھوں میں چھوڑ دیں۔ میری طرف سے سردست عہ کی ناچیز رقم قبول فرمائیں۔ والسلام

مسٹر ایم۔ ایل۔ لائل صاحب کا مکتوب

جناب پادری صاحب دام ظلکم

نمبرہ ۳ مئی کے نور افشاں میں یہ پڑھکر از حد خوش ہُوا کہ آپنے قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک اہم کام ہے اور آپ جیسے ہی عالم اسکو کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اسلامی دنیا اسکو شرف قبولیت نہ بخشے۔ مگر حقیقت وہ شے ہے کہ

سب کو تسلیم کرنا ہی پڑیگا۔ آپ کے اس کام سے مسیحیوں کو بالخصوص اور دیگر اہل مذاہب کو بالعموم فائدہ عظیم پہنچیگا۔ خاصکر مجھ جیسے شخص کو جو کہ زبان عربی سے کورا محض ہو۔ خدا آپ کی مدد کرے اور آپ کے اس عزم کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے۔ آپ براے مہربانی اس کام کو بہت جلد خدا کا نام لیکر نور افشاں ہی میں شروع کردیں تو نہایت موزوں و مناسب ہوگا۔

غیرت کا گناہ

(از قلم اعجاز رقم جناب قبلہ پادری واعظ صاحب)

جس انسان میں غیرت نہیں وہ انسان نہیں لیکن جب غیرت حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو اس کا نتیجہ نہ صرف گناہ ہی ہوتا ہے بلکہ سزا کے علاوہ بہت الٰہی برکات سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ بہت غیرت میں آکر خون کے مرتکب ہوتے ہیں۔ آخر پھانسی پاتے ہیں۔ قید میں پڑتے ہیں۔ خدا کے لوگوں کو بھی غیرت ہوتی ہے۔ وہ بھی کبھی ایسی حرکت کر دیتے ہیں جو نامناسب ہو چنانچہ حضرت موسےٰ سے بھی دو دفعہ ایسی لغزش ہوگئی جس کی سزا بھگتنی پڑی۔ ایک دفعہ جب وہ پہاڑ سے احکام عشرہ کی تختیاں لیکر آئے اور معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل نے گوسالہ بناکر پرستش کی ہے تو غیرت میں آکر تختیاں چٹان پر دے ماریں اور وہ ٹوٹ گئیں۔ دوسری دفعہ جب خدا کا حکم تھا کہ چٹان سے کہو کہ وہ پانی دیوے تو اس نے غصہ اور غیرت سے دو دفعہ چٹان پر عصا مارا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ارض مقدس میں قدم رکھنے کی اجازت نہ ملی۔ اگرچہ اس نے خداوند سے عرض بھی کی۔ مگر منظور نہ ہوئی۔ ہمارے خداوند کو بھی باپ کے گھر کی غیرت تھی مگر اس نے کسی جان کا نقصان نہیں کیا۔ صرف بیوپاریوں کو خدا کے گھر سے نکال دیا اور تختے الٹ دیئے۔ زبور کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ کہ تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا گئی۔ میں نے ایک دفعہ مرحوم پادری ٹامس ہائیل صاحب کو خداوند کے واسطے غیرت میں آکر پھولے دیکھا۔ مگر نہ تو کسی کے حق میں بد دعا کی اور نہ بدلہ کی خواہش کی۔

جب مرزا قادیانی نے مسیحیت کا دعویٰ کیا ہے تو کسی مسلمان نے ایک چینت رامی فقیر سے کہا کہ لو اب ایک اور مسیح پیدا ہوگیا ہے۔ اب کس کو مانوگے تو اس نے جواب دیا کہ ہزاروں نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ خاک میں ملگئے۔ خدا کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ہمارا مسیح تو ایک ہی ابن مریم ہے۔ بہتیرے جھوٹے مسیح ہوئے اور ہونگے۔ مگر سب مرگئے۔ خاک کے سپرد ہوئے۔ یہ بھی اُن کا بھائی اُن میں جا ملیگا۔ مگر ابن مریم زندہ ہے۔ جس طرح خدا اپنی شان میں کامل ہے ویسے ہی مسیح ہے۔ وہ اپنی شان کا خود مالک اور حافظ ہے اُسکو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ نہ تو اُسکی شان کو کوئی گھٹا سکتا ہے اور نہ بڑھا سکتا ہے۔ جس طرح خدا اپنی ذات میں مستغنی ہے ویسے ہی مسیح ہے۔ خدا ذات کے انکار سے یا خدائی کے اقرار سے خدا کو کوئی نفع نقصان نہیں پہنچتا ویسے ہی مسیح کی ذات ہے۔ وہ ہماری مدد کا محتاج نہیں۔ اگر کوئی شخص دعوےٰ کرے کہ میں محمد ہوں تو کیا امت محمدی اُسکو زندہ رہنے دیگی کیونکہ حضرت محمد کی شان اور عزت و نام کو مسلمانوں نے بچا رکھا ہوا ہے۔ وہ اُس کے محافظ ہیں۔ مگر مسیح کی شان ایسی نہیں کہ اُسکو انسان بچا کے رکھے۔ وہ صابر ہے اور بے پرواہ۔ ایسے مخالف حشرات الارض کی طرح لاکھوں ہو آئیں۔ سورج پر خاک اُڑانے سے سورج کا کوئی نقصان نہیں۔ چاند پر تھوکا منہ پر آتا ہے۔ ہم مسیح کے حافظ نہیں وہ ہمارا حافظ ہے۔ اُسکو خود اپنے نام کی غیرت ہے۔ وقت پر انتقام لیگا۔ ہمارا کام انتقام لینا نہیں۔

مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے

یوحنا ۱۵:۵

(از قلم شوکت رقم عالی جناب منشی کیدار ناتھ صاحب شفقت)

مسیحیت کی منجملہ دیگر خصوصیات کے جو دنیا کے کسی مذہب میں خواہ وہ ہندو مذہب ہو خواہ اسلام نہیں پائی جاتیں ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ وہ اپنے شاگردوں یا مریدوں یا پیرووں کی چاپلوسی نہیں کرتی اور اُن کی خوشامد روا رکھتی ہے۔ وہ ان کو کسی کام کے کرنے کے لائق نہیں سمجھتی جیسا کہ ہم فقرہ مندرجہ عنوان میں پڑھتے ہیں کہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس میں انسانی غرور کی گردن جھکائی جاتی ہے یہاں اس فخر کا جو کہتا ہے کہ میں کچھ ہوں سر توڑا جاتا ہے۔ انسانی تاب و طاقت کی نفی العموم اس سے زیادہ نہ تو ممکن ہے اور نہ کسی کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ حالانکہ خود ستا۔ خود پسند پرانے انسان کی یہ سنکر کہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے خود داری ایک لحظہ کو بھی گوارا نہیں کر سکتی ہے کہ کوئی اُسے یہاں تک نکما اور بے حساب اندازہ کرے لیکن تب ہماری حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور ہمارے تعجب کی انتہا نہیں رہتی ہے۔ جب ہم اس مسیحیت کے بانی یعنی یسوع ناصری مسیح کی طرف دیکھتے ہیں جو اُسی وقت گتسمنی کے باغ میں نہایت بے امیدی اور یاس کی حالت میں دعا کرنے کو جا رہا ہے۔ رومی سلطنت جسکے خلاف اپنے تمام آلات حرب و ضرب کام لینے کو آمادہ ہو رہی جسکی جان کے لیوا اُسکی گرفتاری کے درپے جیسے یہوداہ کا تیر لگائے کی اور یہودیوں کا بیڑا سیمنہ کی تاک میں ہو۔ جس نے اپنے شاگردوں سے ابھی ابھی یہ ایسے الفاظ سخت یکلخت خطاب کیا اور ذرہ بھی ظاہر داری اور چاپلوسی نہیں روا رکھی کہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے ہو۔ وہی گیارہ شاگرد اپنے ہمراہ لئے ہے تاکہ دعا مانگتے وقت اُس کے ساتھ جاگتے رہیں جسکی کمزوری بزبان حال کہہ رہی ہے کہ یہ خود کمزوری کی حالت میں ہے اس اس دعوےٰ کو کون مان سکتا ہے کہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے ہو اور جب وہ باغ میں پہنچا آٹھ شاگردوں کو چھوڑ کر صرف پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو ساتھ لیکر آگے گیا اور زمین پر گر کر دعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جا



اے اَبا! اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔ ناظرین کیا حسرت اور تعجب نہیں کہ ایسا کمزور شخص اور یہ دعوےٰ کہ

مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے

اگر مسیحیت کی صداقت کے لئے اور وہ تمام دلائل نہ ہوتے جو بجائے خود ایسی ہیں کہ جن کا ٹالنا پہاڑوں کے ٹالنے سے بھی زیادہ دشوار ہے یہی حرف اور فقط یہی ایک دلیل کافی سے زیادہ اور وافی سے بڑھکر ہے ہم کو مقدس پولوس کی وہ بات یاد کر کے جو اُس نے فلپیوں کے بھائیوں کو لکھی پورا یقین ہو جاتا ہے۔ کہ اُس نے ضرور کسی الہامی یا دوربین روحانی سے دیکھ لیا کہ خداوند مسیح میں کیا طاقت تھی جس سے وہ اپنے شاگردوں کو بھی ہر غالب پر غالب بنا سکتا ہے اور بنایا بھی جیسا ہم آگے چلکر بیان کریں گے۔ وہ فرماتا ہے پس اگر کچھ تسلی مسیح میں ہے اور محبت کی دلجمعی اور روح کی شراکت اور رحمدلی اور دردمندی ہے تو میری یہ خوشی پوری کرو کہ ایک دل رہو ایک سال محبت رکھو ایک جان ہو کر ایک ہی خیال رکھو۔ تفرقہ اور بیجا فخر کے باعث کچھ نہ کرو بلکہ فروتنی سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھے۔ ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے۔

ویسا ہی مزاج رکھو جیسا یسوع مسیح کا بھی تھا

اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا (ہم خوب جانتے کہ خدا کی صورت میں ایک یہ بھی صفت ہے کہ وہ قادرِ مطلق ہے اور یہی صفت یسوع مسیح میں بھی ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ وہ ایک دم کو بھی اس سے جدا نہیں کی جا سکتی) خدا کی برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا یعنی غنیمت کا مال (مطلب یہ ہے کہ ایک وقت میں اسکو عمل میں نہ لایا) بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا (گویا باوجود ہوتے ہوتے ایسا نکیا کہ وہ طاقت اس میں ہے نہیں) اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی (جیسے کوئی پہلوان اپنے ننھے سے بچہ سے جسکی عمر غالباً ۴ برس سے زیادہ نہ ہو اور ہنسی کھیل میں پچھڑ جائے تو کون نادان کہہ سکتا ہے کہ یہ پہلوان ایسا کمزور ہے کہ ایک ننھے سے بچہ سے پچھڑ گیا ہرگز نہیں) تاہم ہمارے خداوند نے کبھی کبھی یہ امر ظاہر کر دیا کہ واقعی وہ خدا ہو کر قادرِ مطلق ہے۔ مثلاً جب اُسکے پکڑنے والے پیادوں اور مشعلوں اور ہتھیاروں کے ساتھ اس نہتے بیکس یسوع مسیح کی گرفتاری کے واسطے آئے اور خود خداوند نے دروازہ باغ پر آکر اُن باغیوں سے پوچھا کہ کسے ڈھونڈتے ہو۔ وہ بولے یسوع ناصری کو۔ آپ نے اُن باغیوں سے فرمایا کہ **میں ہی ہوں**۔ اسکے یہ کہتے ہی کہ میں ہی ہوں وہ پیچھے ہٹ کر زمین پر ارررا دھڑام گر پڑے۔ حالانکہ علاوہ پیادوں اور ہتھیاروں کے ان کا حامی یہودا اسکریوطی بھی اُن کی پشت پر موجود تھا۔ پھر بھی اتنے خائف ہوئے کہ ہوش و حواس ندارد۔ سچ کہا ہے مولانائے رومی نے ؎

ہیبت حق است ایں از خلق نیست
ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

متعصب اور آنکھوں کے اندھے جنکی ہیئے کی بھی ٹیم ہو گئی ہیں اس خبر کے مضمون پڑھنے سے دل سے سوچیں کہ جسکی آن کا پیر و مرشد قادیانی اپنی بدزبانی سے ٹھٹھول کرتا ہے وہ حق ہے۔ جیسا اُس نے اس پستی کی حالت میں یہ بھی دعوے کیا کہ **راہ حق زندگی میں ہی ہوں** آپ لوگوں کو بازی بازی **با ریش بابا ہم بازی** لائق نہیں پھر یہ بھی خیال کرنے کی بات ہے کہ حسب مثل مشہور سانپ ہر **جگہ ترچھا چلتا ہے مگر بانبی میں سیدھا ہی جاتا ہے**۔ تناسی فلاالت خاکسار دیوں کی صداقت جو بلا سبب بھی لوگوں پر ظلم کرتے ہوئے نہیں ہچکچاتی تھی اور غالباً یہی سبب اُسکی بربادی کا بھی ہوا۔ اگر درحقیقت یسوع مسیح ایسا ہی تھا جیسا وہ انسانی شکل میں ذلیل و خوار اور لاچار مصیبتوں میں گرفتار نظر آتا تھا تو ہم پوچھتے ہیں کہ کیوں اُس نے پنطوس پلاطوس کے جواب میں جب اُس نے پوچھا کہ کیا تو بادشاہ ہے الزامی طور پر صاف صاف کہہ دیا کہ **تو خود کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں** ان حیچالجات سے معلوم ہوا کہ درحقیقت ہمارا خداوند قادرِ مطلق ہوتے ہوئے گردش میں تھا ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

اب ذرا صلیب کے پاس آؤ اور سنو کہ باوجود ذلت و خواری و بے چینی و بے قراری جبکہ نزع کی حالت طاری ہے۔ ہر ایک زخم سے لہو کا سوت جاری ہے خدا باپ کے چہرہ سے روپوش ملک الموت سے ہم آغوش تائب ڈاکو سے کیا فرماتا ہے۔ جب اُس نے یہ کہا تھا کہ اے خداوند جب تو اپنے جلال میں آئے تو مجھے بھی یاد کرنا۔ آہ شکستہ دل کی آواز بھی کیسی دردناک مگر کامل اُمید سے معمور ہوتی ہے۔ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔ منادی دغا باز بے دین حرام کار تجھے تمہارے بھی جب موت کی بھیانک صورت دیکھتے ہیں تو ڈر جاتے ہیں۔ توبہ بھی کرنے لگتے ہیں گو بیجا از وقت ہے۔ تو بھی پچھتاتے ہیں۔ لیکن اس شخص کو دیکھو بشرطیکہ تمہاری آنکھیں وہی ہوں جو اُس ڈاکو کی تھیں جن سے اُس نے آنیوالے جلال کی جھلک دیکھی اور چلا اُٹھا اور کہا جو کچھ کہا اور جو بھی کہا جو بڑے سے بڑے راستبازوں کی تھی۔ خواہش ہے کہ اے خداوند اپنے جلال میں مجھے بھی یاد کیجیو۔ اس سے ہم کو کامل یقین ہے کہ یسوع بد معاش سے بد معاش کو فردوس بریں میں داخل کر سکتا ہے اور انسان کے حق میں جو کچھ کرنا ضروری ہے جو ہر ایک کی خواہ وہ ہندو ہو خواہ مسلمان خواہ مسیحی خواہ سکھ خواہ پارسی یہی تمنائے دل ہے اور جو باوجود یا خستگی ثناقی کے

نہیں حاصل ہونے سے بالکل دور اور نہایت محال ہے وہ یہ دعویٰ ضرور کرسکتا ہے **مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کرسکتے ہو** اور یہی وہ کامل انسان ہے جو یسوع ناصری کہلاتا ہے۔ اب ہم کو یہ دیکھنا باقی ہے کہ آیا مخاطبین یعنی شاگردوں نے بھی اپنے آپ میں محسوس کیا کہ واقعی خداوند سے جدا ہو کر ہم کچھ نہیں کرسکتے

انہیں شاگردوں میں سے جو بہت بولنے والا بلکہ جلد بولنے والا بزرگ عمر رسیدہ جو ہمیشہ رسولوں کی فہرست میں اول آتا ہے یعنی مقدس پطرس کی سنو جو اوروں کی ہے وہ سب کی وکالت کرنے والا ہے۔ یسوع نے اُن سے کہا تم سب ٹھوکر کھاؤ گے مگر میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد تم سے پہلے گلیل کو جاؤنگا۔ پطرس نے اس سے کہا گو سب **ٹھوکر کھائیں لیکن میں نہ کھاؤنگا** یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں تو آج اسی رات مرغ کے دوبارہ بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کریگا اور آگے چلکر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا۔ پطرس نے جان بوجھ کر یعنی اسکو خداوند نے اس خطرہ سے آگاہ بھی کر دیا تھا۔ خداوند کا انکار کیا اس سے بھی عملی طور پر اُس نے ثابت کر دیا کہ خداوند کا یہ فرمانا بالکل صحیح یہ صادق آیا کہ **مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کرسکتے**۔ مگر خداوند مسیح کا شکر ہو کہ معاً تیسرے انکار پر اس ڈوبتے کو بچا لیا[۱]

دیکھتا تو نے نہ اے چشم کرم چھوڑ دیا
گو کہ پطرس نے تجھے کہا کے قسم چھوڑ دیا

ہم مان لیتے ہیں کہ گو یہ نص صریح پطرس کے گناہ کی معافی میں کسی کو شک نہیں اور یہ بھی کہ جی اُٹھنے کے بعد خداوند نے عروج آسمانی سے قبل پطرس کو اپنی جگہ کلیسیا کے پاسبان اور نگران مقرر کیا۔ یہ اُسکی معافی پر اعلیٰ درجہ کی سند ہے تاہم بقول سعدی شیرازی رح

[۱] مجھے خوب یاد ہے کہ جب سلطان القلم مرحوم اکبر مسیح نے یہ مطلع مجھ سے سُنا تو آپ آبدیدہ ہو کر جھومنے لگے یعنی وجد کی حالت تھی ۱۲

بعذر و توبہ توان رستن از عذاب خدائے
ولیکہ مے نتواں از زبان مردم است

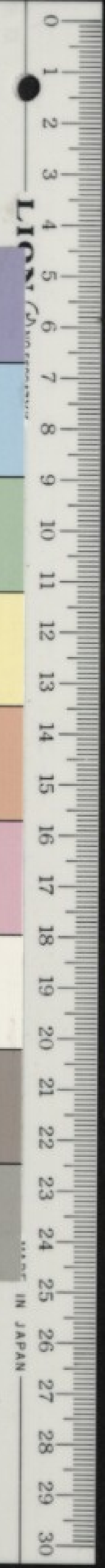
دو ہزار برس گذر جانے پر بھی جن لوگوں کو کلام حق پر پورا پورا یقین نہیں وہ مقدس پطرس پر زبان درازی کرتے ہیں۔ خیر یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ مارنے والے کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے کہنے والے کی زبان نہیں پکڑی جاتی۔ اب یہاں تو جیسا کہ نوشتوں میں لکھا ہے کہ وہ تو صلیب پر چڑھ چکا۔ خداوند مردوں میں سے جی اُٹھا۔ چالیس روز شاگردوں سے مل ملا کر پطرس کو کلیسیا کا پاسبان بنا کر آسمان پر گیا۔ پنتیکوست کا دن آیا۔ مقدس پطرس نے وعظ کیا۔ یہ وہی شخص پطرس ہے جس نے خداوند کی گرفتاری اور بیکسی اور بے بسی کی حالت میں ایک لونڈی سے خائف ہو کر خداوند کا انکار کیا۔ اس وقت یہودی اور اُن کے رہنما اور پیشواؤں کو خداوند کے قتل کا ملزم ٹھہراتا ہے اور یہ کہتا ہے اُے اسرائیلیو سنو یسوع ناصری ایک شخص تھا جسکا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اُسکی معرفت تم میں دکھائے۔ چنانچہ تم آپ ہی جانتے ہو جب وہ خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابق کے موافق پکڑوایا گیا تو تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اُسے صلیب دلوا کر مار ڈالا لیکن خدا نے موت کے بند کھولکر اُسے جلایا۔ پس اسرائیل کا سارا گھرانا یقین جان لے۔ خدا نے اُسی یسوع کو جسے تم نے صلیب دی خداوند کیا اور مسیح بھی۔ جب اُنہوں نے یہ سُنا تو اُن کے دلوں پر چوٹ لگی اور اُن میں سے تین ہزار نے بپتسمہ لیا۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

یہ مقدس پطرس کے وعظ کے اثر نے ایک ہی وقت میں تین ہزار آدمیوں کو خداوند یسوع کی طرف کھینچا یہ کیسے ہمیں تو یقین نہیں آتا کہ جو شخص ایسا کمزور ہو جیسا ابھی اوپر بیان ہو چکا ایسا اہم کام کر سکے نہیں معزز ناظرین یہ پطرس نہیں ہے یہ تو شخص ایک آلہ تھا جیسا کہ وہ خود لنگڑے کے چنگا کرنے پر اعتراف کرتا ہے کہ اے اسرائیلیو تم اس پر کیوں تعجب کرتے ہو اور ہمیں کیوں اس طرح دیکھ رہے ہو گویا ہم نے قدرت یا دینداری سے اس شخص کو چلتا پھرتا کر دیا۔ خدا نے اپنے خادم یسوع کو جلال دیا جسے تم نے پکڑوا دیا اور جب پلاطوس نے اُسے چھوڑ دینے کا قصد کیا تو تم نے درخواست کی کہ ایک خونی تمہارے واسطے چھوڑا جائے مگر زندگی کے مالک کو قتل کیا اُسی کے نام نے اس ایمان کے وسیلہ سے جو اس کے نام پر ہے اس شخص کو مضبوط کیا جسے تم دیکھتے اور جانتے ہو۔ پس اس کا راز اس جملہ میں مضمر ہے۔ **تم مجھ سے جدا ہو کر کچھ نہیں کرسکتے**۔ آجتک ہم یہی آواز اقصائے عالم میں گونجتی ہوئی سنتے ہیں۔ گو کہ مقدس پطرس سے آج کے دن تک خداوند کے شاگرد خواہ یورپین ہوں خواہ امریکین خواہ افریکین خواہ آسٹریلین خواہ انڈین سب کے سب جو سارے عالم کی کایا پلٹ کر چکے اور اب کر رہے ہیں کیا انہیں کی کوشش سے مسیحیت کی رفتار برق بجلی کی رفتار سے بھی زیادہ معلوم ہوتی ہے رواں دواں ہے جسکے مقابل ہر ایک مذہب خواہ ہندو خواہ مسلمان وغیرہ وغیرہ لنگڑاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ گو اُن کی ٹانگوں کی جان نکل باقی آخری سانس کے منتظر ہیں۔ یہ ساری کشش اور سارا اثر اسی فقرہ میں ہے کہ **میں انگور کا درخت ہوں تم ڈالیاں ہو جیسے ڈالی اپنے آپ سے میوہ نہیں لاتی جب تک کہ درخت میں پیوند نہ ہو۔ اسی طرح جب میں تم میں اور تم مجھ میں قائم ہو ورنہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کرسکتے**

مسیحی خبریں

مسٹر ارشاد اللہ حشمت اطلاع دیتے ہیں کہ خدا کی یہ مرضی تھی کہ ہمارے بزرگ جناب بابو بیٹا مل صاحب کو اس دکھ بھری دنیا سے بلا کر اپنے ابدی آرام میں



داخل کرے۔ چنانچہ بتاریخ ۳۰ مارچ ۱۹۲۹ء کو عرصہ ڈیڑھ سال کی طویل بیماری کو بڑی مردانگی سے برداشت کر کے خداوند میں سو گئے۔

آپ علاقہ گورداسپور کے کوٹڑہ مسیحیوں میں سے تھے۔ اور بحیثیت زمیندار موضع منٹگمری والا چک ۲۲۴ جھنگ برانچ ضلع لائلپور میں عرصہ تیس سال سے مقیم تھے۔ آپ ایک زندہ دل مسیحی تھے۔ دینی کاموں اور خیرات جیسے مبارک کام میں آپ دیہ کے تمام افراد سے بڑھ کر نظر آتے رہے۔ آپ مدت تک گاؤں کی چرچ کمیٹی کے ممبر رہے۔ آپ کے تین فرزندان (۱) دین مسیح (۲) کرم مسیح (۳) فضل مسیح بحیثیت زمینداری ایک اچھی حالت میں ہیں۔ امید ہے کہ یہ سہ نوجوان دنیاوی اور خاندانی تنازعات سے بچکر اپنے والد مرحوم کی روح کے واسطے باعث خوشنودی ہونگے۔ خدا سے دعا ہے کہ جملہ رشتہ داروں کو اُن کی جدائی میں صبر اور تسلی نصیب ہو۔ آمین۔

مسٹر ایس۔ آر جسٹن اطلاع دیتے ہیں کہ مسٹر دلیپ سنگھ صاحب ڈرائنگ ماسٹر مشن ہائی سکول دھاریوال کا فرزند جسکی عمر سات سال کی تھی۔ مورخہ ۸ مئی کو خداوند میں سو گیا۔ دعا ہے کہ خداوند ذوالجلال مرحوم کے والدین اور عزیز و اقربا کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین ؎

جب شاخ سے گلچیں نے کیا گل کو جدا
تب غنچوں نے گل سے دم آخر یہ کہا
دو روز کی ہے گلشن ہستی کی بہار
مرجھانے کا پیغام ہے گویا کھلنا

نور افشاں: مسٹر دلیپ سنگھ کمترین ایڈیٹر کے بہت پرانے دوست تھے۔ کسی وقت ہم دونوں فرخ آباد کرسچن ہائی سکول میں کام کرتے تھے۔ اس سانحہ جانکاہ سے ہمیں اپنے دوست سے کامل ہمدردی ہے۔ خدا آپ کو اور آپکی اہلیہ صاحبہ اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل عنایت فرمائے ✣

مدراس کے لاٹ پادری نے مہاتما گاندھی کا شکریہ ادا کیا ہے کہ وہ حضرت مسیح کی تعلیم کو عام کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔

ہماری نسوانی تعلیمی ترقی

اخبار ٹریبون لاہور کی اشاعت امروزہ میں پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس کا نتیجہ شائع ہوا ہے اس پر سرسری نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل مسیحی طالبات امتحان انٹرنس میں کامیاب ہوئی ہیں۔ بوجہ عجلت اور عدم اندراج ذات و مذہب بہت ممکن ہے کہ کئی ایک مسیحی کامیاب لڑکیوں کے نام اس فہرست میں نہ ہوں۔ لہٰذا ہم معلوم اور غیر معلوم جملہ کامیاب کو مبارکباد کہتے اور اُن کے والدین سے شرکت شادی کا اظہار کرتے ہیں ✣

(۱) بھوپال سٹیٹ کی پرائیوٹ طالبہ۔ مس نور سنگھ
(۲) ضلع لدھیانہ (کی " ") مس جی سمتھ
(۳) سیکرڈ ہارٹ سکول لاہور۔ انوریا انجلیکا ڈنکیس
(۴) ضلع لاہور (کی پرائیوٹ طالبہ) آلیو پک
(۵) ضلع گوجرانوالہ (" ") جی آرنک
(۶) ضلع ملتان (" ") این۔ مری گھوس
(۷) اوبلسن گرلز سکول پٹھانکوٹ۔ الزبتھ دیا لچند۔ ون جیکب۔ ڈوروتھی نتھانیل۔ ایلین صوبہ خاں۔ ڈورا حمید الدین۔ سوسن عیسیٰ داس عطّے مل۔ ڈوروتھی جیمس۔ ایلس۔ ایم داس۔ نور انتظام الدین
(۸) الیگزینڈرا ہائی سکول۔ امرتسر۔ رودولا سرکار۔ رسی میل پال۔ مریم دیوان چند۔ آئڈا ابی پک۔ میری سلونیہ۔ ڈیلا بلیس۔ دیا وتی جعفوٹے۔ شکنتلا فلورنس پیاری لال۔
(۹) کنیرڈ ہائی سکول لاہور۔ گوڈرا۔ الزبتھ گنڈا مل میوری ایل نیٹ۔ بملا دیوی کرم سنگھ۔ اڈلین میسی۔ میرین وارث۔ الزبتھ رام لعل۔ ایستر پیما مس
(۱۰) لیڈی میکلاگن ہائی سکول۔ لاہور۔
مارجری ڈین۔ گلیڈس ڈلسی پلیٹر۔ پیاری۔ شانتی بھاگ مل ✣

مشن سکولوں کے نتائج انٹرنس

ذیل میں ہم ٹریبون لاہور کی تازہ اشاعت سے مشن سکولوں کے نتائج امتحان انٹرنس نقل کرنے کو تھے۔ مگر نور افشاں کی کوتاہ دامنی نے ہمارا ہاتھ پکڑ لیا۔ لہٰذا ہم قدر مختصر کئے دیتے ہیں اور وہ یوں کہ صرف جملہ تعداد طلبائے شدہ لکھدی ہیں اور بس۔ ہم نور افشاں کی جانب سے کامیاب طالب علموں اور اُن کے والدین اور سرپرستوں کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(۱) مشن ہائی سکول مجیٹھہ ۔ ۱۱
(۲) نیوزی لینڈ فری مشن ہائی سکول کھرڑ ۔ ۱۳
(۳) مشن ہائی سکول انبالہ ۔ ۴۹
(۴) کینیڈین مشن ہائی سکول۔ پالمپور ۔ ۱۹
(۵) مشن ہائی سکول جالندھر ۔ ۱۳
(۶) یونائٹڈ کرسچن ہائی سکول۔ لدھیانہ ۔ ۲۳
(۷) اے۔ ایل۔ او۔ ای۔ ہائی سکول بٹالہ ۔ ۲۳
(۸) بیئرنگ ہائی سکول بٹالہ ۔ ۳
(۹) ملن میموریل ہائی سکول۔ دھاریوال ۔ ۵
(۱۰) رنگ محل مشن ہائی سکول۔ لاہور ۔ ۲۸
(۱۱) یو۔ پی مشن ہائی سکول گوجرانوالہ (مرحوم) ۴۵
(۱۲) سکاچ مشن ہائی سکول وزیرآباد ۔ ۲۱
(۱۳) کرسچن ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ سیالکوٹ ۱۴
(۱۴) سکاچ مشن ہائی سکول ڈسکہ ۔ ۱۴
(۱۵) سی۔ ایم۔ ایس۔ ہائی سکول نارووال ۔ ۱۰
(۱۶) سکاچ مشن ہائی سکول سیالکوٹ ۔ ۵۲
(۱۷) اے۔ یو۔ پی مشن ہائی سکول جہلم ۔ ۶
(۱۸) بلیمین مشن ہائی سکول۔ ڈلوال ۔ ۱۹
(۱۹) امریکن مشن ہائی سکول راولپنڈی ۔ ۱۲
(۲۰) بیل ہائی سکول جموں ۔ ۱۹
(۲۱) چرچ مشن ہائی سکول۔ ڈیرہ اسمٰعیلخاں ۔ ۱۳
(۲۲) ایڈورڈز ہائی سکول پشاور ۔ ۶
(۲۳) سی۔ ایم۔ ایس سکول اننت ناگ کشمیر ۔ ۸
(۲۴) سی۔ ایم۔ ایس ہائی سکول سرینگر ۔ ۸

(۲۵) مشن ہائی سکول انبالہ ۔ ۱

مختلف خبریں

امیر امان اللہ خاں یورپ تشریف لیجاتے ہیں

شملہ ۲۴ - امیر امان اللہ خاں کل بعد دوپہر ہندوستان کی سرحد عبور کرکے چمن میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کے ہمراہ ملکہ ثریا، سردار عنایت اللہ خاں اور چند ارکان دربار بھی ہیں۔ آپ کی استدعا پر حکومت آپ کو اور آپ کے رفقا کو بمبئی پہنچانے کے لئے سہولت مہیا کر رہی ہے۔ بمبئی سے اعلیٰ حضرت بعزم یورپ جہاز میں سوار ہو جائینگے۔ ایک سپیشل ٹرین اعلیٰ حضرت کے استعمال کے لئے روانہ کر دیگئی ہے۔

چمن سے روانگی

شملہ ۲۴ مئی - اطلاع ملی ہے کہ امیر امان اللہ خاں اور اُن کے رفقا چمن سے بعزم بمبئی روانہ ہوگئے ہیں

روہڑی سے دوسری سپیشل ٹرین

لاہور ۲۴ مئی - اعلیٰحضرت کے سفر کے لئے لاہور سے ایک مکمل سپیشل ٹرین روانہ کر دی گئی ہے۔ چمن سے روہڑی میں آکر اعلیٰ حضرت اور آپ کے رفقا اس میں سوار ہونگے۔

حقے کی چلم سے ایک لاکھ روپیہ کا نقصان

نئی دہلی ۲۴ مئی - صدر بازار کے قریب بیوپوس کی منڈی ڈپٹی گنج میں گذشتہ شب آتشزدگی کی ہولناک واردات ہوئی جس سے ایک لاکھ روپے کے قریب نقصان ہوا۔ رات کے گیارہ بجے کے قریب جبکہ غضب کی آندھی چل رہی تھی۔ آگ کی ایک چنگاری سُلگتی دیکھی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد خوفناک شعلے بلند ہوئے۔ جو ایک میل کے فاصلے سے دیکھے گئے۔ آندھی کی وجہ سے سارے شہر پر دھواں چھا گیا۔ پچاس ہزار باشندگان فضا اس بھیانک منظر کا نظارہ کرتے رہے۔ آگ پہلے خشک گھاس میں لگی۔ اس کے بعد آس پاس کی جھونپڑیاں اور تین عمارتیں جلکر راکھ ہوگئیں۔

اگر چہ جن خانماں ان خانمان ویران پھر رہے ہیں۔ تاہم جانیں بچالی گئیں۔ جانیں بچانے کے دوران میں پانچ فائرمین بیہوش ہو کر گر پڑے کیونکہ حدت ناقابل برداشت تھی۔

فائر بریگیڈ موقع پر پہنچگیا۔ سر جان ٹامسن چیف کمشنر اور دیگر افسر بھی موجود تھے۔ آگ بجھانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر موقع کی غیر معمولی بلندی کی وجہ سے پانی بہت کم چڑھ سکتا تھا۔ صبح پانچ بجے تک جدوجہد جاری رہی اور دن نکلنے سے پہلے آگ قابو میں نہ آسکی۔

آگ بے احتیاطی کے ساتھ حقہ پینے کی وجہ سے لگی۔ حقے کی چلم سے ایک معمولی چنگاری اُڑی جس نے بھوس منڈی کے نصف کو جلا کر خاک کر دیا اور ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ نقصان ہُوا۔

فاقوں کے مارے مردم خوری کی نوبت آگئی

پیکن ۲۲ مئی - مسٹر سی فنلے اینڈربو نے چین کے بین الاقوامی قحط کے امدادی کمیشن کو جو رپورٹ بھیجی ہے۔ اس سے خبر کی تصدیق ہوتی ہے کہ بھوکے باشندے ڈاکوؤں اور لٹیروں کو مار کر کھا رہے ہیں۔ مسٹر اینڈربو چیانسو کے حالات قحط کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ مردم خوری کی بکثرت وارداتوں کی اطلاع موصول ہوئی ہے یہ مصدقہ امر ہے کہ چنگ ننگ کے قریب ۳۵ ڈاکو مار ڈالے گئے۔ یا کھائے گئے ہیں۔ لوگوں کے بھوکے مرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض مقامات میں روپیہ نایاب ہے اور اکثر جگہوں میں سامان خوراک نہیں ملتا۔

سازش میرٹھ کے سلسلہ میں خانہ تلاشی

کلکتہ ۲۴ مئی - آج بعد دوپہر پولیس نے قانون مادہ آتشگیر کے ماتحت ایک وارنٹ کے مطابق اخبار دانغ تو واحی کلکتہ میں پی گھوش کے مکان کی تلاشی لی۔ گھوش روپوش ہے سوا دفتا کی چار جلدیں پکڑی گئیں۔ معلوم ہُوا ہے کہ تلاشی مقدمہ سازش میرٹھ کے سلسلہ میں ہوئی ہے۔

افغانوں کے طیارے ریگا میں

ریگا ۲۳ مئی۔ افغانوں کی انجمن پرواز نے دو جنگی طیارے جرمنی سے خرید کئے تھے جو اُڑ کر ریگا پہنچ گئے ہیں۔ یہاں سے تیل اور کوئلہ لے کر ماسکو کی طرف جا رہے ہیں۔

ملک معظم کا غسل صحت

شملہ ۲۲ مئی ملک معظم کے غسل صحت پر وائسرائے نے شکرانے کا جو فنڈ کھولا ہے اس میں اُن کے پرائیویٹ سکرٹری کو مندرجہ ذیل رقوم موصول ہوئی ہیں

وائسرائے خود بدولت	ایک ہزار روپیہ
وائسرائے کا عملہ	پانچ سو روپیہ
سر جی - ایل حترا	دو سو پچاس روپیہ
مسٹر کریار	دو سو پچاس روپیہ
دیوان بہادر دھیار گگھو اچاریہ	ایک سو روپیہ
سی بسی واٹسن	ایک سو روپیہ
مسٹر فلپ ہارٹوگ	ایک سو روپیہ
کل	دو ہزار تین سو روپیہ

والیان ریاست کی طرف سے ۳۰،۲۷۰ روپے وصول ہوئے جن میں سے مہاراجہ جیند نے دس ہزار نواب مالیرکوٹلہ نے دو ہزار۔ مہاراجہ دتیا نے ایک ہزار روپیہ دیا ہے۔ اسوقت تک ۴۰۸،۲۷ روپے چار آنے وصول ہو چکے ہیں۔

امید کے بعد مایوسی

پونا ۲۰ مئی - ایک بچہ جسے کھانسی اور سردی کی تکلیف تھی بے ہوش ہوگیا۔ والدین اُسے مُردہ سمجھکر مرگھٹ پر لے گئے۔ لیکن جب اُسے جلانے لگے تو آگ کی گرمی سے وہ جاگ اُٹھا اور والدین پھر گھر واپس لے آئے۔ لیکن چند گھنٹوں کے بعد وہ بچارہ مرگیا اور اُسے دوبارہ مرگھٹ میں لے جانا پڑا۔

برطانیہ عظمےٰ اور شمالی آئرلینڈ میں ۴۵۴ کروڑ پتی جو ۱۹۲۵ء میں ۵۹۷ تھے۔

بقیہ صل سلاٹ

شودروں پر منوجی مہاراج کی نظر عنایت

(از قلم زینت رقم مسٹر طفیل مسیح مدرس امرتسر)

آج ہندوستان کے شودر جنہیں زمانہ کی گردش نے توڑ مروڑ کے بعد اچھوت اور ناقابل مس بنا دیا ہے۔ ہندوستان کے ان سیاہ فام قدیم باشندوں کی اولاد ہیں جو سام بن نوح علیہ السلام کی نسل میں سے تھے۔ خاکسار راقم کی تحقیق کے بموجب ہندوستان کے قدیم باشندے موحد اور آل ابراہیم اور دیگر انبیا بنی اسرائیل کے پیرو تھے۔ کچھ عرصے کے بعد غالباً حضرت موسیٰ کے عہد رسالت میں یا اس سے کسی قدر کم پیشتر آریوں کی ایک بڑی جماعت وسط ایشیا از ترکستان یا ایران کے کسی حصہ سے ہجرت کر کے پنجاب میں آباد ہوئی اور آریہ کے نام سے منسوب ہوئی۔ سنسکرت میں "آر" ہل کو کہتے ہیں۔ دیگر سلافی زبان میں ارات ہل چلانے والے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح یونانی اور لاطینی میں آر ورکم اس کھیت کو کہتے ہیں جس میں ہل چل چکا ہو۔ غرض چونکہ قوم اس خیال سے اپنے تئیں مزارع اور ہل چلانے والی کہنا چاہتی تھی کہ اس میں اور اس کے ہمسایہ گلہ بانوں میں امتیاز ہو سکے آریہ کہلائی اور یہ بھی احتمال ہو کہ یہ لوگ ایران سے آئے اور ایرانی النسل ہونے کی وجہ سے ایرین یا آریہ کہلائے (کتاب تحقیق آریہ ملاحظہ فرمائیں)

سوامی دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۴ میں لکھتے ہیں کہ آریہ لوگ تبت سے سیدھے نکل کر ہندوستان میں آباد ہوئے تھے۔ مگر سوامی جی کا یہ کہنا اور تحریر کرنا بالکل صحیح نہیں۔ چونکہ آریہ کی مشابہت ایرانیوں اور ترکوں سے ملتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر یہ لوگ تبت سے آئے ہوتے تو ضرور تھا کہ تبت سے سنسکرت زبان اور ویدک مت کا کچھ نہ کچھ عکس ضرور وہاں پایا جاتا۔ برخلاف اسکے ایران میں آجتک زرتشتی پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ زبان سنسکرت ایرانی سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ اس کے بعد جب ویدک دھرم کی بنیاد پڑ چکی تو آریہ پنڈتوں نے نوزائیدوں اور ملک کے قدیم باشندوں کو ایک ہی متحدہ قومیت کی حیثیت سے چار ذاتوں میں تقسیم کر دیا اپنے ہم قوموں کو تو برہمن۔ چھتری اور ویش کا لقب دیا اور ملک کے اصلی باشندوں کو شودر کے نام سے یاد کیا۔ غرض اُس دن سے آج تک کہ کم از کم تین ہزار سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ ہندوستان کے قدیم باشندے ذلت و مسکنت اور رذالت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہندو مذہب اور ہندو حکومت نے انہیں ہمیشہ غلامانہ حیثیت میں رکھا اور ان بے زبانوں کو بولنے اور پھیلنے کا موقعہ نہ دیا۔ اور ان پر ہمیشہ ایسے ناگفتہ بہ مظالم توڑے گئے کہ جنکو سنکر دل کانپ جاتا ہے۔ اب ہم اپنے اصل مقصد کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ ویدوں کے عہد میں ہندوستان کے اصلی باشندے دسیو یعنی غلام قرار پائے۔ لیکن جب اُس کے بعد منوجی مہاراج نے ہندوؤں کے لئے قوانین شرعیہ مدون کئے۔ جنہیں آج کل منوسمرتی یا منوشاستر کے نام سے موسوم کرتے ہیں تو انہیں باقاعدہ اور مستقل طور پر نہ صرف مذہبی حیثیت سے ذلیل اور فرومایہ قرار دیا گیا۔ بلکہ ان بدنصیبوں کو انسانیت کی کرسی سے اُتار کر کتوں سے بھی زیادہ ذلیل بنا دیا گیا۔ جو کہ شودر کے ہاتھ لگ جانے پر بھی نجس ہو جاتے ہیں۔ اب ہم شودروں یعنی اچھوتوں کے متعلق منوشاستر کے چند احکام نقل کرتے ہیں لیکن ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ویدوں نے بھی انسان کو چار ہی ورنوں یعنی ذاتوں میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی برہمن چھتری۔ ویش۔ شودر۔ چنانچہ رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰ میں ان ذاتوں کی تقسیم کے متعلق یوں ارشاد کیا ہے کہ جب دیوتاؤں نے پرش کو اجزا میں تقسیم کیا تو کیا جانتے ہو کہ اسکو کاٹ کرنے کے لئے کتنے ٹکڑے کر ڈالے (۱) اسکا منہ کس مصرف میں آیا (۲) اُس کے ہاتھ کیا کہلاتے۔ (۳) اسکی رانوں (۴) اور پیروں کا کیا نام رکھا گیا۔ منتر ۱۲ اس کے منہ سے برہمن پیدا ہوئے (۱) دونوں بازوؤں نے راجنیا (۲) چھتری بر آمد ہوئے (۳) رانوں نے ویش کی شکل اختیار کی (۴) اور پیروں سے شودر نکل پڑے۔ ان چاروں ذاتوں کا کام کیا گیا ہے۔ (۱) برہمن پڑھنا پڑھانا یگ کرنا۔ دان لینا دان دینا کام ہے (۲) چھتری پرجا کی خدمت کرنا۔ دان کرنا۔ یگ کرنا پڑھنا (۳) ویش۔ پشوؤں کی رکھشا کرنا دان کرنا۔ یگ کرانا پڑھنا۔ سوداگری۔ سود لینا کھیتی کرنا (۴) برہمن کی خدمت کرنا۔ چھتری و ویش کی خدمت کرنا۔ شودر کے لئے ہے۔ منوشاستر اسلوک ۱ فقرہ ۸۸ تا ۹۱

اب ذرا شودروں پر منوجی مہاراج کی نظر عنایت کا بغور مطالعہ کریں کہ کیا قانون شرعیہ اُن کے لئے مقرر کئے گئے ہوئے ہیں۔

(۱) شودر زر خرید ہو یا نہ ہو اس سے غلامی ہی کرانی چاہئے کیونکہ پرجاپتی (خالق کائنات) نے اسے صرف برہمن کی غلامی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ادھیائے ۸ اشلوک ۴۱۳ (۲) جو مالک داس کرم سے داس کو آزاد نہیں کرتا تو وہ اس داس کرم سے آزاد نہیں ہوتا۔ کیونکہ داس کرم شودر کے سوبھاؤ سے پیدا ہے اس کرم کو کون چھڑا سکتا ہے "ترجمہ" اگر مالک آزاد بھی کر دے تو بھی شودر غلامی سے نہیں چھوٹ سکتا کیونکہ اسکی غلامی ایک طبعی اور فطری امر ہے۔ کون ہے جو اسکو غلامی سے چھڑا سکے۔ "منوشاستر یا سمرتی" ادھیائے ۸ اشلوک ۴۱۴۔ (۳) شودر برہمن کی خدمت کرنے والا ہے۔ اس طرح عالم میں مشہور ہونا ایسا ہے کہ گویا شودر کرنے کے لائق سب کاموں کو کر چکا۔ "منوسمرتی" ادھیائے ۱۰ اشلوک ۱۲۱ (۴) شودر جیو اور روح کے سورگ حاصل کرنے کے لئے برہمن کی سیوا کرے۔ یہ شودر برہمن کی سیوا کرنے والا ہے۔ "منوسمرتی" ادھیائے ۱۰ اشلوک ۱۲۲ (۵) برہمن کی خدمت کرنا شودر کا سب سے بڑا دھرم ہے۔ اگر وہ اس خدمت سے علیحدہ ہو کر کوئی کام کرے تو اس کا ثواب نہیں ملتا۔ "منوسمرتی" ۱۵/۱۲۳ (۶) شودر کے واسطے کوئی پاپ اس سے زیادہ نہیں کہ وہ حالتوں کی خدمت نہ کرے۔ اور اس کا کوئی ثواب نہیں۔ کیونکہ ثواب کے نہ ہونے سے بھی تو وہ شودر ہے منوسمرتی یا منوشاستر ۵/۱۲۶ (۷) شودر طاقت رکھنے پر بھی دولت جمع نہ کرے۔ کیونکہ شودر کے پاس ہو جانے

سے وہ براہمن کو نقصان پہنچائیگا۔ جب جاہل کے پاس دولت ہوتی ہے تو وہ عالموں کی عزت چھوڑ دیتا ہے۔ انکو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ اسواسطے دولت سے شودر کا دھرم ناش ہو جاتا ہے" منو شاستر ۱۵/۱۲۹ (۸) جو شخص شودر کو دھرم اور بیت کا اُپدیش کرتا ہے۔ وہ معہ اس شودر کے اسنبرت نام نرک میں جاتا ہے۔" منو ساشتر ۴/۸۱ (۹) جس راجہ کے راج میں دھرم کا بچار شودر کرتا ہے اس راجہ کا راج اُسکے دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے۔ جیسے دلدل میں گئو پھنس کر مر جاتی ہے۔ منوسمرتی یا شاستر ۸/۲۱ (۱۰) جس راج میں شودر اور ناستک بہت ہیں۔ براہمن کشتری ویش نہیں ہیں۔ وہ تمام راج قحط اور آفت سے پریشان ہو کر جلد مٹ جاتا ہے۔" منوسمرتی یا شاستر ۸/۲۲ (۱۱) براہمن سے فی صدی دو روپے۔ کشتری سے تین روپے۔ شودر سے پانچ روپے ماہوار سود لیوے۔" منو شاستر ۸: ۱۴۲ ÷ (باقی آئندہ)

اشتہار ۲۶/۲۰

ڈاکٹر ایس۔ کے ڈلیس صاحب ایل۔ ڈی۔ ایس سی ڈینٹل سرجن۔ لیٹ ڈینٹل سرجن۔ ٹو ہز ایکسلنسی دی گورنر آف بمبئی۔ ماہر فن دندان سازی الیکٹرو ڈینٹل ٹریٹمنٹ کے سپیشلسٹ ہیں۔ اور مسیحیوں سے خاص رعائیت کی جاتی ہے۔ جن اصحاب کو ان کی خدمات کی ضرورت ہو کشمیری دروازہ دہلی کے پتہ پر تشریف لائیں۔ تشریف لانے سے پہلے بذریعہ خط و کتابت اپنا وقت مقرر کریں ÷

بہت جلد ضرورت ہے ۱۳/۱۰

ڈفرن ہسپتال کوئٹہ کے لئے پکے طور پر ٹرینڈ نرس کی ضرورت ہے تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار اور ایک ایسی ٹرینڈ کمپونڈر کی ضرورت ہے جو کلوروفارم دے سکے مڈوائفری ٹرینڈ کو ترجیح دی جائیگی تنخواہ ۶۰ روپیہ ماہوار چھوٹے بچے نہ ہوں۔ درخواستہائے معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر بھیجیں۔

لیڈی ڈاکٹر ڈفرن ہسپتال کوئٹہ

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلٰے اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک انگریز خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اور چار خواتین اسکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ۔ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار۔ فی طالب علم ہیں۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اسکے علاوہ ہے

نئے انتظام کے مطابق چالیس فی صدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری بھی تیار ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ جرگشتا ۱عہ سے ماللہ تک اور کروکونول عہ سے ۵عہ تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں ÷

جگجیت بروڈوا انجینئرنگ کالج امرتسر ۱۳/۳

یہ کالج دس برس سے جاری ہے سینکڑوں پاس شدہ طلبا ہر ایک انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں گورنمنٹ کے بہت سے حکام اور ہر محکمے کے انجینئروں نے یہاں کی تعلیم ضبط نظم و نسق اور سٹاف کی تعریف کر کے طلبا کو بھی ملازمت کیلئے نہایت عمدہ قرار دیا ہے علاوہ ازیں ریلوے سب انجینئر کلاسز کے جن میں کثیر تعداد طلبا تعلیم پا رہے ہیں مئی ۱۹۲۹ء سے ہم نے سول کی کلاسیں بھی کھولی ہیں جن کیلئے انجن اور مشینیں ہزاروں روپے کی منگوائی گئی ہیں اور سٹی اینڈ گلڈز لنڈن کے امتحان فرسٹ گریڈ کے طلبا کو بھی تیار کیا جاتا ہے کالج کی روز افزوں ترقی کا اندازہ ملازم شدہ طلبا کی فہرست اور حکام کے سرٹیفکیٹ سے ہو سکتا ہے جو پراسپیکٹس کے ساتھ مفت بھیجے جاتے ہیں ÷ پرنسپل۔

اشتہار کتب

واعظ کا راہنما۔ اس رسالہ میں وہ ہدایتیں پائی جاتی ہیں۔ جو وعظ کے تیار کرنے پڑھنے اور سنانے میں ہر واعظ کے لئے ضروری ہیں صفحہ ۴۰ - ۲ر

ہدایت النسواں یا مشیر خواتین۔ مصنفہ لیڈی ڈاکٹر او۔ ایم۔ جوزف صاحبہ سب اسسٹنٹ سرجن۔ انتظام خانہ داری۔ شادی شدہ زندگی۔ اپنی اور بچوں کی صحت اور ان کی تربیت۔ پرورش وغیرہ کے متعلق وہ تمام واقفیت جو ہر ایک جوان بیوی کے لئے از حد ضروری ہے۔ امراض اسباب۔ علاج۔ احتیاط وغیرہ کا مفید بیان ہے صفحہ ۱۱۶ - ۱۰ر

ینابیع الاسلام۔ ایک لمبی چوڑی تفصیل جس سے ثابت کیا ہے کہ دین اسلام کا ایک بڑا منبع و ماخذ انجیل اور عیسائیوں کی کتب ہیں اور بالخصوص وہ موضوعہ قدیم کتب جو زمانہ جاہلیت میں عربی مسیحیوں میں مروج تھیں صفحہ ۲۲۴ - ۸ر

نزول مسیح۔ موجودہ ایڈیٹر نور افشاں کا تازہ ترین رسالہ جس میں بتایا ہے کہ مسیح کی دوبارہ آمد کے کس طرح مسلمان اور مسیحی قایل اور منتظر ہیں دوبارہ آمد کے متعلق دونوں مذاہب کی تعلیمات کا یکساں ہونا صفحہ ۱۲ - ۲ پائی۔

اوٹوپیا۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ اگر کوئی عمدہ ترین سلطنت ہو تو اس کے قوانین۔ باشندوں کے طور و طریقے علوم و فنون۔ جنگ و جدل۔ مذہب۔ سیاست معاشرت وغیرہ کی صورت کیا ہوگی صفحہ ۹۶ - ۴ر

ورجل کی نظم باتصویر۔ روم کے سب سے بڑے شاعر ورجل کی نظم کا اُردو ترجمہ صفحہ ۱۰۲ اصل ۸ر رعائتی ۴ر

اصول پالیٹکس۔ غیر تاریخی زمانہ سے لیکر آج تک کی سلطنتوں کے طریق حکومت۔ باہمی تعلقات۔ نظام و قوانین۔ عروج و زوال وغیرہ کے تمام امور ملک داری حکمرانی و تدبیر سلطنت کے دلچسپ و مفصل حالات کا مخزن صفحہ ۲۲۶ اصل ۱۲ر رعائتی ۸ر

وید قرآن و بائبل کی دعائیں۔ سلطان محمد پال ۳ر

سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور